خدا کے بندو مجھے خطرہ ہے کہ یہ ملک ایک اور فلسطین نہ بن جائے ۔ (مولانا عبدالحق)

کشمکش حق و باطل

جناب شفیق فاروقی

قومی اسمبلی

میں

غیر اسلامی نظریات، فحش لٹریچر اور عریاں فلموں کے بارہ میں

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی قراردادیں

—— تفصیلی رپورٹ ——

قومی اسمبلی کے موجودہ سیشن میں اب تک شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی دو اہم قراردادیں زیر بحث آچکی ہیں۔ ان قراردادوں کا بنیادی مقصد ملک میں اخلاقی خرابی پیدا کرنے والے اسباب کا انسداد اور لادینی نظریات کا سدباب تھا۔ تائید اور مخالفت کے دونوں نقطہ نظر بحث کے دوران ایوان کے سامنے آئے۔ گو پلڑا اکثریت کے بل بوتے پر حزب اقتدار ہی کا غالب رہا، ہر دو قراردادیں مسترد ہوئیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے علماء حق کیطرف سے فریضہ کلمہ حق کی ادائیگی کی بھرپور نمائندگی کی۔

۱۷ جنوری ۱۹۷۴ء جمعرات اور غیر سرکاری کارروائی کا دن تھا۔ اسے قدرت کی خاص توفیق کہئے یا حسن اتفاق کہ اب تک ایسا کوئی دن شیخ الحدیث مدظلہ کی کسی نہ کسی قرارداد سے خالی نہیں گیا۔ اور ایجنڈا کی ترتیب کیلئے ہونے والی قرعہ اندازی میں مولانا کی کئی قراردادیں سرفہرست تھیں۔ پہلی قرارداد میں عریاں اور فحش فلموں پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔ مولانا ایسی تمام فلموں کے سدباب کیلئے نیا ضابطہ بنانے پر زور دے رہے تھے، جو ملک میں اخلاقی اور جنسی بے راہروی اور معاشرہ کی خرابی کا ذریعہ بنتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے فواحش کی اشاعت کے نتیجہ میں ہونے والی بربادی اور قدرت کی سنگین گرفت کا ذکر کر رہے تھے اور ملک کی حالت کا رونا رو رہے تھے۔ اور یہ کہ یہ سب کچھ وہ بحیثیت مسلمان کے اپنے مسلمان بھائیوں سے کہہ رہے ہیں۔ قرارداد میں کہا گیا تھا کہ اسلامی ملکی قومی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان بھر تمام قحبہ خانوں، رقص گاہوں، فحش فلموں اور فحاشی پھیلانے والی کلبوں اور قمار خانوں نیز شراب نوشی پر پابندی عائد کی جائے ——— حزب اختلاف کے ارکان راؤ خورشید علی

پروفیسر غفور احمد مولانا ازہری جناب احمد رضا قصوری مولانا سید محمد علی، صاحبزادی صفی اللہ اور دیگر حضرات نے قرارداد کے حق میں پر زور تقریریں کیں۔ جناب پیرزادہ صاحب وزیر تعلیم نے اصل قرارداد کا سارا رخ صرف عریاں فلموں کی طرف موڑتے ہوئے جوابی تقریر میں کہا کہ حکومت نئی فلم پالیسی کو آخری شکل دے رہی ہے۔ جو زیادہ تر ترقی پسندانہ (؟) ہوگی۔ اور اس میں عریانیت کی حوصلہ شکنی (؟) کی جائے گی۔ پیرزادہ صاحب نے کہا کہ نئی فلم پالیسی کا اور ترمیمی آرڈیننس کا اعلان پندرہ دن کے اندر کر دیا جائے گا۔ (یہ ۱۷ر جنوری کی بات ہے جبکہ آج ۷ر فروری تک ایسا کوئی اعلان سامنے نہیں آیا۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ مولانا عبدالحق کی اس قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ موجودہ ضابطوں کے تحت عریاں فلموں پر پہلے ہی پابندی عائد ہے۔

پیپلز پارٹی کے ملک محمد جعفر نے بھی قرارداد کی مخالفت کی اور کہا کہ سینما ایکٹ کی دفعات پہلے ہی انتہائی سخت ہیں۔ اس لئے انہیں مزید سخت بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس بحث کے بعد سپیکر نے اجلاس دوسرے دن کے لئے ملتوی کر دیا۔

۲۴ر جنوری کو اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی نظریہ پاکستان کے منافی اور فحش لٹریچر پر پابندی کی قرارداد زیر بحث آئی۔ مولانا عبدالحق کی قرارداد میں کہا گیا تھا:

"پاکستان بھر میں ایسے لٹریچر کی طباعت، واشاعت اور ملک میں داخلہ ممنوع قرار دیا جائے جس سے مسلمانوں کے اخلاق اور عقائد اور نظریہ پاکستان متاثر ہو سکتے ہوں۔ نیز عریاں اور فحش لٹریچر کی بھی ممانعت کی جائے۔"

قرارداد کے محرک مولانا عبدالحق مدظلہ نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

"پاکستان کا قیام اسلامی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ اس لئے ایسے لٹریچر پر پابندی عائد ہونی چاہئے۔ جو ان نظریات پر کسی بھی طرح اثر انداز ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک نظریاتی مملکت میں کسی کو بھی نظریات کی مخالفت کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور جو بھی ان نظریات کی مخالف کارروائیوں میں ملوث پایا جائے۔ اسے غدار قرار دیا جائے۔ مولانا عبدالحق نے کہا کہ دینی نظریات کا دفاع بھی مسلمانان پاکستان کی اتنی ہی ذمہ داری جتنی سرحدوں کا دفاع اس سلسلہ میں خاص طور پر انہوں نے عیسائی مشنریوں کے تقسیم کردہ لٹریچر اور اس کے فروغ کا ذکر کیا۔ جو سرکاری حکام تک کو بھیجا جا رہا ہے۔ اسی طرح رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے قادیانیوں کو بھی اپنا لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔ ایک اسلامی جمہوریہ میں اسلام کے خلاف لٹریچر پر

اس طرح پابندی ہونی چاہیے جس طرح کمیونسٹ ملکوں میں سرمایہ دارانہ لٹریچر اور سرمایہ دارانہ نظام میں کمیونزم کی لٹریچر پر پابندی ہے۔ مولانا نے ایوان پر زور دیا کہ وہ متفقہ طور پر اس قرارداد کی حمایت کرے تاکہ خدا کی رحمت شامل حال ہو اور یہ بات بھی ثابت ہو سکے کہ ایوان کا کوئی بھی رکن ملک دشمن سرگرمیوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔" (مشرق کراچی، اعلان کراچی ۲۶ جنوری کے دیگر اخبارات)

قرارداد پر بحث شروع کرتے ہوئے وفاقی وزیر محکمہ جناب خورشید حسن میر نے سختی سے مخالفت کی یہاں تک کہ انہوں نے مولانا کے اخلاص اور نیت پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اکثر و بیشتر اس قسم کی قراردادیں پیش کرتے رہتے ہیں جن کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور کچھ نہیں ہوتا کہ ثابت کیا جا سکے کہ صرف اپوزیشن ہی ان باتوں سے آگاہ ہے اور حکومت ان کی روک تھام کیلئے کچھ نہیں کر رہی۔ انہوں نے کہا کہ فحش لٹریچر کے بارہ میں پہلے ہی ایک قانون موجود ہے۔ سرکاری ارکان میں سے مسز نرگس نعیم، سید عباس حسین گردیزی، مسٹر حاکم علی زرداری ملک محمد جعفر نے قرارداد کی مخالفت میں تقریریں کیں۔ اور کچھ نے اس بات سے اتفاق بھی کیا کہ ایسے لٹریچر کی پاکستان میں روک تھام ضروری ہے۔ آزاد رکن جناب نور محمد خان نے کہا کہ ملک کے نظریاتی دفاع کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ مولانا محمد علی رضوی نے کہا کہ قابل اعتراض لٹریچر کی چھان بین کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جمعیۃ العلماء اسلام کے مولانا صدر الشہید نے کہا کہ یہ قرارداد آئین کے عین مطابق ہے اور تمام ارکان کو اسکی حمایت کرنی چاہئے۔ راؤ خورشید علی خان نے کہا اگر فحش لٹریچر پر پابندی کے قوانین موجود ہیں۔ اور انہیں خلوص سے نافذ نہیں کیا جا رہا تو یہ حکومت کی غلطی ہے۔ پھر ایسے قوانین کا کیا مصرف رہ جاتا ہے۔ ابھی اور کئی ارکان اس اہم بنیادی مسئلہ سے متعلق قرارداد پر اظہار خیال کرنا چاہتے تھے۔ اور وقت کم تھا۔ اس لئے سپیکر صاحب نے مزید بحث کو آئندہ جمعرات پر ملتوی کرتے ہوئے اجلاس ختم کر دیا۔

۳۱ جنوری جمعرات کو زیر بحث آنے والی اس قرارداد پر دوبارہ بحث شروع ہوئی اور گرما گرم تقریریں ہوئیں۔ آخر میں وزیر داخلہ نے سرکاری موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے قرارداد کی سختی سے مخالفت کی اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق محرک قرارداد نے رائے شماری سے قبل اپنی جوابی اختتامی تقریر میں نہایت درد و سوز سے قرارداد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر غیر مسلم اور مسلمانوں کے عقائد کے منافی اور فحش لٹریچر پر پابندی نہ لگائی گئی تو مجھے خطرہ ہے کہ یہ ملک ایک اور فلسطین بن جائے گا۔

قرارداد کی حمایت کرنے والے اپوزیشن کے ارکان نے اس بات پر سخت تشویش کا اظہار

کہا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک میں بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ جمیعۃ العلماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا مفتی محمود نے کہا کہ اگر اس ملک میں اس قسم کا کوئی قانون موجود بھی ہے تو اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں الفاظ کے گورکھ دھندوں میں لوگوں کو پھنسایا جا رہا ہے۔ یہاں اسلام ہے لیکن عمل نہیں سوشلزم کی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر عمل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی طرف سے فحش لٹریچر کی قانوناً ممانعت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ سینماؤں کے باہر آویزاں تصاویر سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ بے حیائی کو کس طرح پھیلایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب تو ماچس کی ڈبیوں پر بھی عورتوں کی عریاں تصویریں چھپ رہی ہیں۔ جب کہ دوسری طرف کلمہ طیبہ چھپا ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے جذبات کی دو طرفہ توہین جان بوجھ کر ہو رہی ہے۔ مگر حکومت خاموش رہتی ہے۔ انہوں نے کہا آئین کے رہنما اصولوں پر عمل کبھی نہیں ہوا۔

مفتی محمود نے کہا یہ اختلافی مسئلہ نہیں پارٹی کی سیاست سے بالاتر ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ انہوں نے وزیر داخلہ سے کہا کہ اگر ایسے قوانین ہیں تو اس پر عمل کرائیں، صاحبزادہ صفی اللہ نے حمایت کرتے ہوئے کہا کہ بعض عناصر خصوصاً مشرقی پاکستان میں ہمارے نظریاتی اساس کو ختم کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہے جس کا حشر سب نے دیکھ لیا۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے بھی مولانا عبدالحق کی قرارداد پر تقریر کی اور کہا کہ ملک میں ننگا ناچ ہو رہا ہے۔ بے حیائی بڑھ رہی ہے مگر یہ کام صرف وزیر اعظم کا نہیں کہ ایک ایک کے پیچھے پھرے۔ تمام وزراء تمام ارکان تمام ذمہ دار لوگ ملک کے کیریکٹر درست کرنے کی ضرورت محسوس کریں۔ میں مولانا عبدالحق کی قرارداد کی اس وجہ سے حمایت کرتا ہوں، کہ اس میں عقائد کا بھی ذکر ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے مودودی عقائد اور لٹریچر پر پابندی کا مطالبہ کیا اور پرویزی و احمدی لٹریچر کا بھی۔ جس کی وجہ سے جماعت اسلامی کے ارکان اور مولانا ہزاروی کے درمیان سخت نوک جھونک ہوئی۔ مسٹر احمد رضا قصوری نے قرارداد کی حمایت کی سرکاری بنچوں سے چوہدری جہانگیر علی اور ڈاکٹر محمود عباس بخاری اور گجرات کے حکیم سردار علی وغیرہ نے مخالفت میں تقریریں کیں اور کہا کہ ایسے قوانین پہلے سے موجود ہیں۔ اور یہ کہ دوسرے مذاہب کے لٹریچر پر پابندی ایک منفی عمل ہوگا۔

حکومت کی ترجمانی کرنے والوں میں آخری تقریر مرکزی وزیر داخلہ عبدالقیوم خان صاحب کی تھی انہوں نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ وفاقی حکومت قابل اعتراض کتابچوں اور رسالوں پر پابندی لگا چکی ہے۔ اور ایسے قوانین پر پوری طرح عمل کیا جاتا ہے۔ وزیر داخلہ نے بھی اپنے پیش رو ایک وزیر

خورشید حسن میر کا انداز اختیار کرتے ہوئے تھے۔ مولانا عبدالحق کی نیت پر حملہ کیا اور کہا کہ اگر محرک قرارداد یہ چاہتے ہیں کہ صرف حزب اختلاف ہی اسلام کی محافظ ہے۔ تو وہ اس قرارداد کی شدید مخالفت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلم اقلیتوں کو ان کے مذہبی پرچار سے روکنا ایک منفی انداز ہے اور غیر مسلموں کے لٹریچر پر پابندی سے مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔ اس طرح وہ مقابلۃً نقطۂ نظر سے بے خبر رہیں گے۔ انہوں نے کہا اس طرح کرنا آئین کی بھی خلاف ورزی ہوگی جس میں ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں درآمدی پالیسی کا بھی ذکر کیا جس میں فحش اور قابل اعتراض لٹریچر کی درآمد پر پابندی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں اتنی قوت ہے کہ اس نے صدیوں سے اپنے خلاف پروپیگنڈہ برداشت کیا ہے۔ اسلام نے سختی سے نہیں محبت سے ترقی کی ہے۔

جناب وزیر داخلہ کی تقریر کے بعد محرک قرارداد مولانا عبدالحق صاحب کی جوابی تقریر تھی۔ مولانا نے کہا:

"یہ ملک ہم نے بے مثال قربانیوں سے حاصل کیا ہے میرا مقصد یہ ہے کہ جس نظریے کے تحت حاصل ہوا ہے اسے چھوڑ کر ساری قربانیاں ضائع نہ جائیں وہ لٹریچر جو اسلام کے خلاف ہے اس سے ایک ایک برس میں کتنے مسلمان پاکستانی عیسائیت اور دوسرے مذاہب کی گود میں جا رہے ہیں۔ انہوں نے عیسائی مشنریوں کے حوالے دیکر کہا کہ پاکستان کی زمین ساری دنیا سے ان کے لئے زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ مولانا عبدالحق نے زور دے کر کہا کہ خدا کے بندو مجھے خطرہ ہے کہ ہمارا ملک ایک اور فلسطین نہ بن جائے۔ اور کہیں دوسرے کافرانہ مذاہب کا اڈہ نہ بن جائے۔ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میرا ارادہ حکومت کو بدنام کرنا یا اپنے آپ کو نیک نام کرنا ہو۔ میں اپنی حکومت کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انہیں بدنام کرنے کے لئے یہ سب کچھ کروں۔ بلکہ یہ تو ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ کہ منکرات کے خلاف آواز اٹھائے حضورؐ کا ارشاد ہے:

من رأی منکم منکراً فلیغیّرہ بیدہ والّا فبلسانہ والّا فبقلبہ ۔	اگر کوئی تم سے برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے مٹا دے اگر اتنی طاقت نہ ہو

تو زبان سے اسکی مذمت کرے یہ کرنے سے بھی مجبور ہو تو دل سے تو برا جانے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔

اب چونکہ حکومت کے پاس اقتدار ہے، قوت ہے اسے چاہئے کہ برائیوں کے خلاف قوت استعمال کرے علماء تو اسلامی عقائد کی حفاظت اور مخالفانہ پروپیگنڈہ کا جواب دینے کیلئے اپنا پلیٹ فارم استعمال کرتے رہیں گے۔ لیکن ایک اسلامی ملک کو اس مقصد کے حصول کیلئے سرکاری نظام کو بھی استعمال

ہیں ڈالنا چاہیئے۔

ہمارے وزیر داخلہ صاحب قانونی ممانعتوں کا بار بار ذکر کر رہے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ دوسرے مذاہب کا دل آزار لٹریچر پھیلایا جارہا ہے۔ تو ہمیں بتایا جائے کہ اگر قوانین ہیں تو کتنوں پر مقدمہ چلایا گیا، کتنوں کو جیل میں ڈالا گیا۔ جب ایک آرڈیننس نافذ ہوتا ہے تو راتوں رات اسکی تعمیل کی جاتی ہے۔ سی آئی ڈی تلاش کرنے لگتی ہے۔ جیلوں کو بھر دیا جاتا ہے۔ مگر ہمارے عقائد اور نظریہ پاکستان کے بگاڑنے والوں میں سے کتنے لوگ پکڑے گئے۔ ؟ کتنوں کو سزا دی گئی مولانا نے کہا ہم اقلیتوں پر یہ پابندی ہرگز نہیں لگانا چاہتے کہ اپنے مذاہب کی پیروی نہ کریں۔ یہ بات تو آئین کی خلاف ورزی ہوگی۔ بیشک وہ اپنی عبادت گاہوں میں جائیں مگر اتنی آزادی بھی نہیں کہ مسلمانوں کے اندر جا کر کفر و الحاد پھیلانے کی سعی کریں اور اسلام کی توہین کے درپے ہوں اور ہمارے ملک کے سادہ لوح مسلمان مختلف غیر اخلاقی ہتھکنڈوں اور معاشی مجبوریوں کی وجہ سے اپنا مذہب بدل دیں۔ یہاں اعتراض کیا گیا اور کہا گیا کہ اسلام اتنا کمزور نہیں نہ مسلمان اتنا کمزور ہے تو پھر اسلام کے ہوتے ہوئے آئے دن چوری اور ڈاکہ زنی کیوں ہو رہی ہے۔ اور پھر آپ نے ایسے لوگوں کے لئے سزائیں کیوں تجویز کی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ایسی باتوں کو صرف رہنما اصولوں میں رکھنا محض وعظ و نصیحت ہے، اسے آئین کی لازمی دفعات میں شامل کر دیا جائے۔ اور جب آئین کی پہلی دفعہ یہ ہے کہ سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔ تو ایسی باتیں ہرگز برداشت نہیں کرنی چاہیئے۔ مولانا عبدالحق نے اس پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ ہمارے وزراء اس اہم دفعہ کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور کھلے بندوں مخالفت کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ پہلے کہا گیا تھا کہ ہماری معیشت سوشلزم ہوگا۔ اس پر اعتراض ہوا تو اس لفظ کو بدل دیا گیا۔ اور یہ طے ہو گیا کہ صرف اسلام ہی مذہب ہوگا۔ اور معیشت کی بنیاد بھی۔ مگر کئی وزراء سوشلزم کا پرچار کر رہے ہیں۔ آئین کے حلف اٹھانے کے بعد اسکی سرعام مخالفت ہوتی رہتی ہے۔ بہر حال اگر سرکاری مذہب اسلام ہے تو اسلام کے منافی چیزیں صرف ممنوع نہیں بلکہ اس پر سخت گرفت ہونی چاہیئے"

مولانا مدظلہ کی تقریر کے بعد سپیکر صاحب نے ایوان سے قرارداد پر رائے شماری کرائی اور حکومتی پارٹی کی اکثریت کی بنا پر قرارداد مسترد ہو گئی۔ مگر مجھے اسمبلی ہال کے در و دیوار سے ابھی تک مولانا عبدالحق کی یہ دردناک صدا ٹکراتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی کہ :

"خدا کے بندو! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ ملک ایک اور فلسطین نہ بن جائے۔"